## 98244 ـ والد نے لڑکی کی شادی کرنے سے انکار کر دیا تو قاضی نے شادی کر دی

**سوال**

میرے والد مسلمان ہیں لیکن ان کے اسلام کے بارہ میں کچھ غلط افکار ہیں مثلا پردے اور اختلاط کے بارہ میں ان کا موقف کچھ اور ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ کیا رشتہ میں دین ہی اساسی حکم ہے، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ: کوئی بھی اللہ کے سب احکام پر عمل نہیں کر سکتا، حتی کہ ایک سے زائد بیویوں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب احکام پر عمل نہیں کر سکے.
اور پھر میری ایک بہن مرتد ہو کر عیسائیت اختیار کر چکی ہے اور والد نے اس کو ناپسند نہیں کیا، بلکہ اسے مجھ سے بہتر شمار کرتے ہیں، اور میری والدہ بھی نصرانیہ ہے، میرے لیے ایک دین اور اخلاق والے شخص کا رشتہ آیا لیکن وہ اپاہج تھا میں اس رشتہ پر راضی تھی لیکن میرے والد صاحب نے اس کی معذوری کی بنا پر اور خاندان میں فرق ہونے کی وجہ سے کہ ہم مالدار ہیں اور وہ مالدار نہیں اس رشتہ سے انکار کر دیا.
اور یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے پلاننگ کر کے میرے ساری اچھی اور نیک سوسائٹی اور صحبت سے تعلقات منقطع کر دیے، اور بتدریج میری زندگی بدلنا شروع کر دی، لہذا میں گھر چھوڑ کر چلی گئی اور دو ماہ بعد میں نے شرعی عدالت میں جا کر مسلمان شخص سے شادی کر لی، میرا سوال یہ ہے کہ:
آیا میری یہ شادی صحیح ہے یا نہیں، اور اپنے گھر والوں کے بارہ میں میرا موقف کیا ہونا چاہیے، کیا میں ان سے بائیکاٹ جائی رکھوں یا نہیں ؟

**پسندیدہ جواب**

الحمد للہ.

اول:

ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے آپ کو استقامت اور ہدایت کی راہ پر چلنے کی توفیق بخشی، اللہ سبحانہ و تعالی سے ہم مزید فضل کی دعا کرتے ہیں.

دوم:

عورت کو نیک و صالح اور اخلاق و دین والے شخص سے شادی کرنے کی حرص رکھنی چاہیے جو اس کی حفاظت کرے اور دیکھ بھال کرتے ہوئے اس کا خیال رکھے، اور وہ اس کے لیں دین پر عمل کرنے میں اس کا معاون ثابت ہو اور عمل کرنے دے اور اسی طرح دین اسلام کے اصول و ضوابط کے مطابق اولاد کی اچھی تربیت کرنے میں معاونت

کرے تا کہ وہ نیک و صالح بن سکیں.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جب تمہارے پاس کسی ایسے شخص کا رشتہ آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں اچھا لگے اور پسند ہو تو اس کی شادی کر دو، اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں بہت وسیع و عریض فساد بپا ہو جائیگا "

سنن ترمذی حدیث نمبر ( 1084 ) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن قرار دیا ہے.

سوم:

ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہے، اور عورت کو ولی کے بغیر اپنا نکاح کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں؛ کیونکہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت ملتی ہے:

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر ( 2085 ) سنن ترمذی حدیث نمبر ( 1101 ) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ( 1881 ) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے... اگر جھگڑا کریں تو جس کا ولی نہیں حکمران اس کا ولی ہے "

مسند احمد حدیث نمبر ( 14417 ) سنن ابو داود حدیث نمبر ( 2083 ) سنن ترمذی حدیث نمبر ( 1102 ) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر ( 2709 ) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

لیکن اگر لڑکی کا ولی کسی برابری کے رشتہ جس پر لڑکی راضی ہو شادی کرنے سے انکار کر دے تو وہ عاضل یعنی لڑکی کو نکاح سے روکنے والا شمار ہوگا، اور اس طرح یہ ولایت منتقل ہو کر اس کے بعد والے عصبہ مرد میں سے ولی کو مل جائیگی.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور عضل كا معنى يہ ہے كہ: عورت اگر برابرى كے رشتہ سے شادى كا مطالبہ كرے اور دونوں ايك دوسرے ميں رغبت ركھيں... اور ولى اسے شادى نہ كرنے دے تو يہ عضل كہلاتا ہے.

چاہے وہ عورت مہر مثل يا اس سے كم ميں شادى كرنے كا مطالبہ كرے، امام شافعى ابو يوسف اور محمد كا قول يہى ہے ....

اور اگر عورت كسى بعينہ برابر كے رشتہ ميں رغبت ركھتى ہو، اور ولى اس كے علاوہ كسى دوسرے برابر كے رشتہ كے ساتھ شادى كرنا چاہتا ہو، اور جس سے لڑكى شادى كرنا چاہتى ہے اس سے شادى نہ كرے تو وہ عاضل يعنى شادى سے روكنے والا شمار ہوگا.

ليكن اگر وہ عورت برابرى كے رشتہ كے علاوہ كسى اور سے شادى كا مطالبہ كرے تو پھر ولى كو روكنے كا حق حاصل ہے، اس صورت ميں وہ عاضل شمار نہيں ہوگا " انتہى

ديكھيں: المغنى ( 9 / 383 ).

غالب طور پر اس طرح كى حالت ميں ولى شادى نہيں كرتے تو عورت كے ليے اپنا مسئلہ شرعى قاضى كے پاس لے جانے ميں كوئى حرج نہيں، چنانچہ قاضى اس كے ولى كو طلب كريگا اگر وہ اس كى شادى كرنے سےانكار كرتے ہيں تو وہ خود اس عورت كى شادى كر ديگا.

اور پھر اوپر بيان كردہ حديث ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" اگر جھگڑا كريں تو جس كا ولى نہيں اس كا حاكم ولى ہے "

اس بنا پر آپ كا يہ نكاح صحيح ہے، اسے توڑنا جائز نہيں؛ كيونكہ والد كے شادى سے منع كر دينے كے بعد شرعى قاضى نے ولى بن كر نكاح كيا ہے.

چہارم:

آپ كے ليے والدين كے ساتھ حسن سلوك كرنا اور صلہ رحمى كرنا واجب ہے، چاہے آپ ٹيلى فون كے ذريعہ اچھى كلام كر كے ہى حسن سلوك كرتى رہيں، حتى كہ ان كے دلوں ميں نرمى پيدا ہو جائے اور وہ ٹھنڈے ہو جائيں، اور آپ والدين كو ملتى بھى رہيں، كيونكہ والدين كا حق بہت عظيم ہے، اسى ليے قرآن مجيد ميں اس كى وصيت بار بار كى گئى ہے:

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوك کرنے کی نصیحت کی ہے، ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ شریك کر لیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانیئے، تم سب کا میری ہی طرف لوٹنا ہے، پھر میں ہر اس چیز کی جو تم کرتے ہو خبر دونگا **العنکبوت** ( 7 ).

اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا، اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے، کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، ( تم سب کو ) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے، اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرك کرے جس کا تجھ کو علم نہیں تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا، اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کرونگا **لقمان** ( 14 - 15 ).

آپ کے لیے ان سے قطع تعلقی کرنا جائز نہیں، بلکہ آپ ا نکو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کریں، اور انہیں مطمئن کریں، اور انہیں تحفہ جات اور مال دیں تا کہ ان کے دل کو جیت سکیں، اور ان کے لیے اللہ تعالی سے ہدایت کی دعا کریں.

اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو ایسے کام کرنے کی توفیق دے جنہیں وہ پسند کرتا اور جن پر راضی ہوتا ہے.

واللہ اعلم .